

ہیں۔ اس زندگی میں دل لگی کے لیے کسی ایک کا وجود ضروری ہے۔ غالب کہتے ہیں کہ اگر ہمیں خوشی نصیب نہیں ہو سکتی تو غم ہی ہے۔

یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ گھر میں رونق کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا مسرت کا ہنگامہ بپا ہو یا غم کا۔ مسرت و شادمانی پر بھی لوگ جمع ہوں گے۔ غم و الم اور رنج و ماتم کے موقع پر بھی مہمدر و ہجوم کر کے آئیں گے۔ اس طرح رونق کا انتظام ہو جائے گا۔ اگر دونوں چیزیں نہ ہوں تو کسی کے لیے آنے کا سبب کیا ہو سکتا ہے اور رونق کا انتظام کیونکر ہو گا؟

۶۔ مشرح : اگر میرے شعر نا فہمیوں کے نزدیک معنی سے خالی ہیں تو ہوں۔ نہ یہ آرزو ہے کہ کوئی میری تعریف کرے، نہ یہ خیال ہے کہ کہیں سے صلہ ملے۔

اگر کوئی فرد اپنی کسی چیز کے لیے ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا سے بے نیاز ہو جائے تو اس امر کی کیا ضرورت باقی رہ سکتی ہے کہ دنیا اس کی چیز کے بارے میں کیا رائے رکھتی ہے؟

مولانا شبلی نے بھی اس سلسلے میں ایک نہایت پر معاملہ شعر کہا ہے، یعنی :

از رد و از قبول تو فارغ نشسته ایم

اے آنکہ خوب مانہ شناسی ز زشت ما

جو شخص کسی فرد کی اچھائیوں اور برائیوں میں امتیاز نہ کر سکے، اس کے رد یا قبول کی پروا کیوں ہو؟

شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد مرحوم نے ”آب حیات“ میں بعض تنک مایہ لوگوں کی داستانیں لکھی ہیں، جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ لوگ مرزا کے کلام کو بے معنی سمجھتے تھے۔ خود بھی ستائش ایسے انداز سے کی ہے، جس میں تعریف کا پہلو صاف نمایاں ہے۔ ساتھ ہی لکھا ہے کہ کلام پر ایسے اعتراضات ہوئے :

”تو اس ملک کے ناز، کے بادشاہ، کے اقلیم سخن کا بھر، بادشاہ تھا،